زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں جس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائیں نہ مانگی ہوں اور دعائیں نہ سکھائی ہوں

جتنی آپؐ نے امت کے ہمّ و غم میں دعائیں مانگی ہیں اسی کیفیت کے ساتھ کثرت سے آپؐ پر دُرُود بھیجنا چاہئے۔ تاکہ قیامت تک آنحضرتؐ پر درود کا ثمرہ جماعت کو ملتا رہے

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی مختلف دعاؤں کا دلنشیں تذکرہ

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-
فرمودہ ۲۶؍ مئی ۲۰۰۰ء بمطابق ۲۶؍ ہجرت ۱۳۷۹ء ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - ملك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿هُوَ الْحَیُّ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾.

(سورة المومن آيت ٦٦)

وہی زندہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس اُسی کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے اُسے پکارو۔ کامل تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔

یہ دعاؤں کا سلسلہ ابھی بھی جاری ہے یعنی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے دن رات جو اپنے لئے اور امت کے لئے قیامت تک کے لئے دعائیں مانگی ہیں وہ آپؐ کی دعاؤں کا سلسلہ آئندہ بھی غالباً دو یا تین جمعے تک جاری رہے گا۔ اتنی دعائیں ہیں کہ ناممکن ہے کہ ایک انسان ان کو پوری طرح یاد رکھ سکے اور زندگی کے ہر پہلو کو گھیرے ہوئے ہیں۔ سونا، جاگنا، اٹھنا، بیٹھنا، چلنا، پھرنا کوئی بھی تو پہلو ایسا نہیں جس پہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے دعائیں نہ مانگی ہوں اور دعائیں نہ سکھائی ہوں۔ پس دل میں بس یہی آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ پر قیامت تک درود بھیجتے رہیں۔ یعنی آپ تو قیامت تک نہیں رہیں گے مگر آپ کے درود قیامت تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے لئے جاری رہیں اور جتنی آپؐ نے امت کے ہمّ و غم میں دعائیں مانگی ہیں اسی ہمّ و غم کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود بھیجنا چاہئے اور اسی کثرت سے بھیجنا چاہئے۔ اگر ساری زندگی بھی درود میں گزر جائے تو یہ بھی کوئی ایسی جزا نہیں ہوگی جو آنحضرت ﷺ کے حسن واحسان کے بدلہ میں دی گئی ہو بلکہ حسن واحسان کا بدلہ اتارنے کے لئے کوشش ہوگی، ایک کمزور کوشش جسے اللہ قبول فرمائے اور ہماری بگڑیاں بھی سنور جائیں۔ قیامت تک کے لئے جماعت احمدیہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی دعاؤں کا ثمرہ ملتا رہے۔

اس ضمن میں ایک حدیث میں آپ کے سامنے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سنن ابن ماجہ کتاب الدعاء باب اسم اللہ الاعظم سے لے رہا ہوں۔ اسم اعظم کا سلسلہ چل رہا ہے اور بہت سے لوگ کسی ایک چیز کو اسم اعظم قرار دیتے ہیں کچھ اور کسی اور چیز کو، تو ایک بہت ہی دلچسپ مکالمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا آنحضرت ﷺ سے اس موضوع پر ہوا اور جس طرح پیار سے انسان چھیڑتا ہے اس طرح حضور اکرم ﷺ نے آپ کو چھیڑا بھی اور بالآخر آپ کی التجا بھی پوری فرمادی۔

روایت ہے "قال ذات ليوم يا عائشة"۔ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ تجھے معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے اس نام سے آگاہ فرمادیا ہے کہ اگر وہ لے کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے تو قبول فرماتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ اس پر میں نے کہا یارسول اللہ! میرے والدین آپ پر قربان مجھے بھی تو وہ دعا سکھا دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا اے عائشہ وہ تیرے لئے نہیں ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ اس پر میں اس سوال سے رک کر چند لمحوں کے لئے الگ بیٹھ گئی۔ جیسے کوئی روٹھ جاتا ہے۔ پھر میں کھڑی ہوئی اور میں نے رسول اللہ ﷺ کے سر کو بوسہ دیا پھر میں نے عرض کیا یارسول اللہ! مجھے بھی وہ اسم الٰہی سکھا دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا: عائشہ! تیرے لئے اس کا سکھانا مناسب نہیں کیونکہ تیرے لئے یہ مناسب نہ ہوگا کہ اُس اسم الٰہی کا واسطہ دے کر تو کوئی دنیوی چیز طلب کرے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ اس پر میں کھڑی ہوئی اور وضو کیا پھر میں نے دو رکعت نوافل ادا کئے پھر میں نے دعا کرتے ہوئے کہا کہ اے اللہ! میں تجھ سے اللہ کہہ کر، رحمٰن کہہ کر، البر الرحیم کہہ کر دعا کرتی ہوں اور تجھ سے تیرے ان اسماء حسنیٰ کا واسطہ دے کر دعا کرتی ہوں جو مجھے معلوم ہیں اور جو مجھے معلوم نہیں کہ تو مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ اس پر رسول کریم ﷺ ہنس پڑے اور فرمایا وہ اسم الٰہی جس کا میں ذکر کر رہا تھا ان اسماء میں آگیا ہے جو تم نے لئے ہیں۔ (سنن ابن ماجه كتاب الدعاء باب اسم الله الاعظم) اور یہ بتانے کا موقع اس لئے بھی پیدا ہوا کہ آنحضور ﷺ کو یہ خوف تھا کہ اس اسم کے ذریعہ آپؓ دنیا نہ طلب کرلیں۔ آپؓ نے تو صرف اتنی دعا کی تھی کہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما۔ پس اسماء الٰہی جتنے بھی ہیں وہ سب حسین ہیں اور ان سب کا واسطہ دے کر اپنی دعائیں کرنی چاہئیں۔

ایک سنن الترمذی سے یہ روایت لی گئی ہے عن ابی العَلاء بن الشِّخِیّر ابو حنظلہ کے ایک شخص کے واسطہ سے روایت کرتے ہیں اس شخص نے کہا میں ایک سفر میں شداد بن اوس کا ہم سفر تھا۔ آپ نے فرمایا کیا میں آپ کو ایسی دعا نہ سکھاؤں جو رسول اللہ ﷺ ہمیں سکھایا کرتے تھے۔ وہ یہ ہے کہ ہم کہیں اے اللہ مجھے معاملات میں ثبات قدم عطا کر اور میں تجھ سے ہدایت پر عزم کی توفیق مانگتا ہوں۔ یعنی ہدایت ہو اور پھر اس پر ثبات بھی ہو اور عزم ایسا ہو جو ہمیشہ قائم رہے۔ تجھ سے تیری نعمت کا شکر ادا کرنے اور عمدہ طریق سے عبادت کرنے کی توفیق مانگتا ہوں اور میں تجھ سے سچ بولنے والی زبان، فرمانبردار دل طلب کرتا ہوں۔ اور میں تجھ سے ہر اس شرّ سے جو تیرے علم میں ہے پناہ مانگتا ہوں اور میں تجھ سے ہر اس خیر کا طالب ہوں جو تیرے علم میں ہے اور میں تجھ سے ان گناہوں کی مغفرت کا طالب ہوں جو تیرے علم میں ہیں۔ یقیناً تو ہی غائب کا علم رکھنے والا ہے۔

(سنن ترمذی کتاب الدعوات .باب ما جاء فيمن يُقرأُ القرآن عند المنام)

یہاں غیب کا علم رکھنے والا کہہ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم یہ عرض کر رہے ہیں کہ جو کچھ مجھے اپنے متعلق پتہ تھا کہ میری کمزوریاں ہیں ان سب کی تو میں نے دعا مانگ لی مگر بعید نہیں کہ کچھ ایسی کمزوریاں بھی ہوں جو تیرے علم میں ہیں اور میرے علم میں نہیں۔ پس آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنے نفس کی ایسی نگرانی فرماتے تھے کہ دن رات چھان پھٹک کے گویا دیکھ رہے ہیں کہ کہیں کسی طرح کوئی رخنہ نہ پیدا ہو گیا ہو اور اس کے باوجود آپ کو کچھ نظر نہیں آیا اور پھر بھی بڑے عجز اور انکساری سے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ اے خدا وہ جن کا مجھے علم تھا وہ تو میں دیکھ چکا ہوں۔ جو تیرے علم میں ہیں، میں نہیں جانتا تُو ان سے بھی مجھے محفوظ رکھ اور بخش دے۔

حضرت عروہ بن عامرؓ کی ایک روایت ہے جو ابوداؤد کتاب الطب سے لی گئی ہے۔ حضرت عروہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ احمد بن القُرشی نے بیان کیا کہ آنحضرت

ﷺ کے پاس بدشگونی کا ذکر کیا گیا۔ بدشگونی ایک واہمہ ہوتا ہے جس نے بہت مدت تک انسانوں کو اپنے چنگل میں پھنسائے رکھا ہے۔ بعض دفعہ انگلستان میں کوئی بلّی خاص شکل کی اگر سامنے سے گزر جائے تو وہ کام ہی چھوڑ دیا کرتے تھے اور اسی طرح بدشگونی نے مختلف قوموں کو گمراہ کر رکھا ہے۔ ہندوستان میں بھی بہت بدشگونی کی جاتی ہے، پاکستان میں بھی کی جاتی ہے۔ تو کسی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے بدشگونی کا ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا: اس سے بہتر فال نکالنا یعنی جب بھی تمہیں خیال آئے تو فال ہمیشہ اچھی نکالا کرو، کچھ بھی ہو سامنے، کہیں کالی بلّی گزرے یا سفید بلّی گزرے فال اچھی نکالا کرو اور کہا کرو کہ اللہ نے ہماری خاطر ایک اچھا شگون پیدا کیا ہے، ہرگز بدشگونی نہیں کرنی۔ بدشگونی مسلمان کو اپنے نیک ارادے سے نہیں روک سکتی۔ تو یہ مصنوعی باتیں ہیں جو دنیا میں خواہ مخواہ پھیلی ہوئی ہیں، مسلمان اپنے نیک ارادے میں کبھی بدشگونی سے نہیں ڈرتا۔ ہاں اگر تم میں سے کوئی جب ایسی چیز دیکھے جسے وہ ناپسند کرتا ہے تو یہ دعا پڑھے۔ اے اللہ! تیرے سوا کوئی دوسرا نیکیوں کو لانے والا نہیں اور نہ ہی تیرے سوا کوئی برائیوں کو دور کر سکتا ہے۔ ہر طاقت اور قدرت تیرے فضل سے ہی حاصل ہوتی ہے۔

عن ابی ھُریرۃ، ترمذی کتاب الدعوات۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کسی نے ابتلا میں ماخوذ شخص کو دیکھا اور پھر یہ دعا پڑھی۔ کوئی شخص ابتلاؤں کا مارا ہوا ہو اس کو دیکھنے کے بعد بھی یہ دعا کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کتنے ابتلاؤں سے انسانوں کو بچاتا ہے، کتنے دوسرے ابتلاؤں میں بعض دوسروں کو مبتلا کرتا ہے۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان کا کیا حشر ہوگا۔ وہ ابتلا میں ثابت قدم بھی رہیں گے کہ نہیں رہیں گے تو بہت سے خوف ہیں جو انسان کو ابتلا میں مبتلا شخص کو دیکھ کر گھیر لیتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی سلسلہ میں بیان کرتے ہیں کہ آنحضورؐ نے فرمایا جس کسی نے ابتلا میں ماخوذ شخص کو دیکھا اور پھر یہ دعا پڑھی۔ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے اس ابتلاء سے بچایا جس میں اس نے اسے ڈالا اور مجھے اپنی مخلوق میں سے بہت ساروں پر فضیلت دی۔ تو اسے وہ ابتلا پیش نہیں آئے گا۔ ان باتوں کو دیکھے جو اس کے اندر خدا تعالیٰ نے دوسروں سے بہتر پیدا کی ہیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس دعا سے پھر اس کا ابتلا ہٹ جائے گا یا اگر آئے گا تو خدا خود ہی اس کو سنبھالنے کی توفیق عطا فرمائے گا۔

ایک روایت ترمذی کتاب الدعوات سے لی گئی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے، اے اللہ! میرے جسم کو عافیت عطا کر اور میری آنکھ کو بھی عافیت عطا کر۔ یعنی ظاہری اور باطنی دونوں عافیتیں اور اسے زندگی کے آخر لمحہ تک ٹھیک رکھ۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو بہت حلم والا اور عزت والا ہے۔ پاک اللہ عرش عظیم کا رب۔ تمام تعریفیں اللہ میرے رب کے لئے ہیں۔

ایک اور حدیث نسبتاً لمبی سنن نسائی کتاب السھو سے لی گئی ہے۔ اس میں عطاء بن سائب اپنے والد کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں کہ عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں نماز پڑھائی اور اس میں اختصار اختیار کیا تو کسی شخص نے انہیں کہا کہ آپ نے نماز بڑی مختصر پڑھائی ہے۔ اس پر آپ نے اسے کہا میں نے اس نماز میں ایسی دعائیں کی ہیں جو میں نے رسول کریم ﷺ سے سنیں۔ تو اس زمانہ میں صحابہ کی مختصر نماز میں بھی بہت کثرت سے دعائیں شامل ہو جایا کرتی تھیں تو وہ تو اختصار کی شکایت کر رہے تھے۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا تو فرمایئے، پھر بتائیں نا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے آپ کو کونسی دعا سکھائی ہے۔ وہ دعا آپ نے بتائی کہ اے اللہ تجھے تیرے علم غیب اور تیری مخلوق پر تیری قدرت کا واسطہ دے کر میں عرض کرتا ہوں کہ مجھے اس وقت تک زندہ رکھنا جب تک تیرے علم کے مطابق زندگی میرے لئے بہتر ہے اور مجھے اس وقت وفات دینا جب تیرے علم میں موت میرے لئے بہتر ہو۔ اے اللہ میں تجھ حاضر و غائب میں تیری خشیت مانگتا ہوں اور خوشی اور ناراضگی میں تجھ سے کلمۂ حق کہنے کی توفیق کا طالب ہوں۔

خوشی میں بھی انسان بعض دفعہ کلمۂ حق سے ہٹ جاتا ہے اور ناراضگی میں بھی، یہ دونوں ایسے مواقع ہیں جس میں انسان آزمایا جاتا ہے اور بسا اوقات خوشی کی ترنگ میں کوئی تعلّی کرتا ہے یا ناراضگی میں کوئی بہت سخت کلام کہہ دیتا ہے۔ تو فرمایا ناراضگی میں تجھ سے کلمۂ حق کہنے کی توفیق کا طالب ہوں۔ اور تجھ سے غربت اور امارت میں میانہ روی کا طالب ہوں۔ امیر ہوں یا غریب ہوں بیچ کی راہ اختیار کروں اور میں تجھ سے ایسی نعمتوں کا طالب ہوں جو ختم نہ ہوں اور تجھ سے ایسی آنکھوں کی ٹھنڈک کا طالب ہوں جو کبھی منقطع نہ ہو۔ اب وہ نعمتیں جو کبھی ختم نہ ہوں وہ تو صرف وہی نعمتیں ہیں جو ابدی نعمتیں خدا عطا فرماتا ہے۔ اور وہ اِس دنیا میں کام آتی ہیں اور اُس دنیا میں بھی۔ اور تجھ سے ایسی آنکھوں کی ٹھنڈک کا طالب ہوں جو کبھی منقطع نہ ہو۔ ایسی آنکھوں کی ٹھنڈک نصیب فرما، اپنے گرد و پیش سے، اپنے اہل و عیال سے، اگلوں پچھلوں سے، سب سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ میں تیرے فیصلہ کے بعد تیری رضا کا طالب ہوں۔ ہاں جب تیرا فیصلہ آ جائے تو جو بھی فیصلہ ہو اس میں تیری رضا چاہتا ہوں۔ تجھ سے موت کے بعد پرسکون زندگی مانگتا ہوں اور میں تجھ سے اس بات کا سوالی ہوں کہ اپنے چہرے کو دیکھنے کی لذت مجھے عطا فرما اور میں تجھ سے ملنے کے شوق کا سوالی ہوں کہ بغیر کسی تکلیف اور مشکل کے اور بغیر کسی گمراہ کن آزمائش کے مجھے یہ انعام عطا فرما۔ اے اللہ ہمیں ایمان کی زینت سے مزین فرما اور ہمیں ہدایت یافتہ اور ہدایت پانے والا بنا۔

ایک دعا الجامع الصغیر للسیوطی سے لی گئی ہے اس میں اللہ تعالیٰ کے غضب اور ناراضگی سے بچنے کی دعا سکھائی گئی ہے۔ دعا یہ ہے: اے اللہ! میں اپنی ناطاقتی، اپنے وسائل کی کمی اور لوگوں میں اپنی کمزوری کی تجھ سے شکایت کرتا ہوں۔ اے سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والے تو مجھے کس کے سپرد کردے گا۔ کیا ایسے دشمن کے حوالے کرے گا جو مجھے تباہ کردے یا کسی ایسے قریبی کے سپرد جسے تو میرے معاملہ میں سب اختیار دے دے۔ یہ دونوں معاملات بہت ہی خطرناک ہوتے ہیں۔ ایسے دشمن کے سپرد کرنا جو تباہ کردے اور ایسے قریبی کے سپرد کرنا بھی بعض دفعہ بہت ابتلاؤں کا موجب بن جاتا ہے جسے معاملہ کا سارا اختیار حاصل ہو جائے۔ خیر اگر تو مجھ سے ناراض نہیں تو پھر مجھے کسی کی بھی کوئی پرواہ نہیں البتہ میں تیری وسیع عافیت کا پھر بھی طلبگار ہوں۔ میں تیرے عزت والے چہرے کے نور کی پناہ کی درخواست کرتا ہوں کہ جس کے لئے زمین و آسمان روشن ہیں اور جس کے لئے اندھیرے منور ہو گئے ہیں اور جس کے ساتھ دنیا و آخرت کے معاملے درست ہوتے ہیں کہ تیرا غضب مجھ پر وارد ہو یعنی اس بات کی پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غضب مجھ پر وارد ہو یا تیری ناراضگی مجھ پر نازل ہو۔ تیری مرضی ہے تو جو چاہے کرے کہ سب قوت و طاقت تجھے ہی حاصل ہے۔ (الجامع الصغیر للسیوطی جزء اول صفحہ ۵۶،۵۷۔ مطبوعہ المکتبة الاسلامیہ لائلپور)

امت میں شفیق اور نرم دل حکمرانوں کے لئے دعا۔ یہ دعا مسلم کتاب الامارۃ سے لی گئی ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن شمامہ روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں ان سے کسی امر کے بارہ میں دریافت کر رہا تھا کہ آپ نے فرمایا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو۔ میں نے بتایا کہ میں مصر کا رہنے والا ہوں۔ اس پر آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے گھر میں یہ دعا کرتے ہوئے سنا ہے اے اللہ! جو شخص میری امت کے معاملات کا والی ہو اور ان پر سختی کرے تو تُو بھی اس پر سختی کر اور جو شخص میری امت کا حاکم بنے اور وہ ان سے نرمی کا سلوک کرے تو تُو بھی اس سے نرمی کا سلوک فرما۔ (مسلم کتاب الامارة باب فضیلة الامام العادل)

ایک دعا ہے تنبیہ کئے جانے والوں کے متعلق، جس کو تنبیہ کی جاتی ہے۔ یہ حضرت سالم سے صحیح مسلم میں مروی ہے۔ سالم سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا، وہ کہتے تھے میں نے حضرت رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ دعا کیا کرتے تھے: اے اللہ! محمد ایک بشر ہے، وہ ناراض بھی ہوتا ہے جس طرح بشر ناراض ہوتے ہیں۔ میں تجھ سے یہ وعدہ لیتا ہوں تو اس کے خلاف نہ کرنا۔ یعنی خدا تعالیٰ بندوں کو جس طرح پابند کرتا ہے یہ نہایت عاجزی اور محبت کے اظہار کے طور پر رسول اللہ ﷺ اپنے رب کو پابند کر رہے ہیں کہ اے اللہ میں تجھ سے وعدہ لیتا ہوں اس کے خلاف نہ کرنا۔ کوئی مومن جسے میں تکلیف دوں یا اس سے سخت کلمہ کہہ دوں یا اسے کوڑا مار بیٹھوں جیسا کہ بعض دفعہ جنگ میں آنحضور ﷺ کے ہاتھ سے بظاہر کوڑے کی نوک لگی کسی کو اور وہ تکلیف اس کی ہمیشہ کے لئے بخشش کا موجب بن گئی۔ تو یہ سارے واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ فرمایا: یا اسے کوڑا مار بیٹھوں۔ تو اسے اس کے لئے کفارہ اور اپنا قرب پانے کا ذریعہ قیامت کے دن بنا دینا۔

(صحیح مسلم کتاب البر والصلة ولادب)

آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اپنے وفود بھیجا کرتے تھے۔ ان وفود کو بھیجتے وقت آپ وفود کے لئے جو دعا مانگا کرتے تھے اسی کا ذکر اس روایت میں ہے جو مسند احمد بن حنبل سے لی گئی ہے۔ زید بن ابی القموص روایت کرتے ہیں کہ انہیں وفد عبدالقیس نے بتایا کہ انہوں نے حضرت رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اے اللہ! ہمیں اپنے منتخب بندوں میں سے بنا لے جن کی پیشانیاں روشن اور چمکدار ہوں۔ ایسے وفد میں شامل ہوں جس کو خدا تعالیٰ کے حضور مقبولیت ہو۔

(مسند احمد بن حنبل مسند الشامین۔ حدیث وفد عبدالقیس)

کسی بستی میں داخل ہونے کی دعا۔ یہ مستدرک حاکم سے سے دعا لی گئی ہے۔ دعا یہ ہے:
اے اللہ! جو ساتوں آسمانوں اور جن پر یہ سایہ فگن ہیں کا رب ہے اور جو ساتوں زمینوں اور جن کو وہ اٹھائے ہوئے ہیں ان کا رب ہے اور جو شیاطین اور جن کو وہ گمراہ کرتے ہیں ان کا رب ہے اور جو ہواؤں اور جن اشیاء کو وہ بکھیرتی پھرتی ہیں ان کا رب ہے۔ ہم تجھ سے اس بستی اور اس کے باشندوں کی بھلائی کے طالب ہیں۔ اور ہم اس بستی کے شر اور اس کے رہنے والوں کے شر اور جو کچھ اس میں ہے اس کے

شر سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔(المستدرك للحاكم كتاب المناسک۔ باب الدعاء عند روية قرية يريد دخولها)۔"اے اللہ! اس بستی میں ہمارا قیام بابرکت کردے۔ پھر دعا کرنے والا تین مرتبہ یہ کہے اے اللہ ہمیں اس کے پھل عطا کر اور ہمیں اس کے رہنے والوں کے لئے محبوب بنادے اور اس کے صالح بندوں کو ہمارا محبوب بنادے اور **المعجم الاوسط** میں مروی ہے۔(المعجم الاوسط للطبرانی جلد ۵ صفحہ ۳۷۹۔ بروایت ابن عمر مكتبه المعارف الرياض)

ایک حدیث ابوداؤد کتاب الادب سے لی گئی ہے جو حضرت ابی مالک الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ حضرت ابومالک الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص گھر میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھے۔ کتنے ہیں جو گھر میں داخل ہوتے ہیں اور یہ دعائیں نہیں پڑھتے۔ حضورؐ نے تو گھر میں جانے کی اور گھر سے نکلنے کی ہر قسم کے موقع کی دعا سکھائی ہے۔ اے اللہ! میں تجھ سے داخل ہونے کی جگہ کی بھلائی اور باہر نکلنے کی جگہ کی بھلائی مانگتا ہوں۔ اللہ کے نام سے ہی ہم (گھر میں) داخل ہوتے ہیں اور اللہ کے نام سے ہی باہر نکلتے ہیں اور اللہ پر ہی توکل کرتے ہیں۔ پھر اس کے بعد چاہئے کہ اپنے گھر والوں کو سلام کہے۔ یعنی دل میں یہ دعائیں کرتے ہوئے داخل ہو، دل میں یہ دعائیں کرتے ہوئے نکلے اور داخل ہوتے وقت بھی۔ ان دعاؤں کے بعد سلام کہے گھر پر اور نکلتے ہوئے بھی۔

ایک روایت سنن ابی داؤد کتاب الاطعمہ سے لی گئی ہے۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کھانا کھاتے یا کچھ نوش فرماتے تو یہ دعا کرتے "سب تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے کھلایا پلایا اور اسے آسانی سے گلے سے نیچے اتارا اور اس کے لئے مخرج بنادیا"۔ اب جو کچھ ہم بھی کھاتے ہیں اس کے مخرج بے شمار ہیں۔ کچھ پسینے کے ذریعہ، کچھ گردوں اور پیشاب کے ذریعہ۔ غرضیکہ بے انتہا مخرج خدا نے بنادئے ہیں تاکہ جو کچھ کھاتے ہیں اس کا زہریلا مادہ انسان کے جسم میں باقی نہ رہے۔

مسند احمد بن حنبل میں ایک روایت ابن بُریدہ سے مروی ہے۔ ابن بُریدہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر تشریف لے جاتے تو یہ دعا کرتے "سب تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جو میرے لئے کافی ہوا اور اس نے مجھے پناہ دی اور مجھے کھلایا اور پلایا اور جس نے مجھ پر اپنا فضل واحسان کیا ہے اور جس نے مجھے عطا کیا ہے اور خوب عطا کیا ہے۔ ہر حال میں اللہ ہی حمد کا مستحق ہے۔ اے اللہ ہر چیز کے رب، ہر چیز کے بادشاہ اور ہر چیز کے معبود ہر ایک چیز تیرے لئے ہی ہے میں تجھ سے جہنم کے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں"۔

(مسند احمد بن حنبل مسند المكثرين من الصحابة)

ایک روایت سنن ابی داؤد کتاب الادب میں ابوالاظہر الانماری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ رسول اللہ ﷺ رات کو جب اپنے بستر پر تشریف لے جاتے تو یہ دعا کرتے: اللہ کے نام سے میں اپنا پہلو بستر پر رکھتا ہوں۔ اے اللہ! میرے گناہ بخش دے، میرے شیطان کو نامراد کردے اور میری ذمہ داریوں سے مجھے رہائی بخش اور مجھے اعلیٰ مجلس میں شامل فرمادے۔

ایک دعا سنن ابی داؤد کتاب الادب سے لی گئی ہے جو حضرت عبداللہ بن غنام البیاضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ عبداللہ بن غنام بیاضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے صبح کرتے وقت یہ دعا کی "اے اللہ! میں نے جن نعمتوں کے ساتھ صبح کی ہے وہ صرف تیری ہی عطا ہیں تیرا کوئی شریک نہیں تعریف کا صرف تو ہی اہل ہے اور شکر بجالانا تیرے ہی لئے ہے، تو اس نے اپنے اس دن کے شکر کا حق ادا کردیا۔ اور جس نے یہ دعا شام کو کی تو اس نے اپنی اس رات کا حق ادا کردیا۔(سنن ابی داؤد کتا ب الادب باب ما يقول اذا اصبح)

انصار کی ایک بستی کے لئے آنحضرت ﷺ نے خصوصیت سے ایک دعا مانگی تھی جو مؤطا امام مالک میں مالک بن عبداللہ سے مروی ہے امام مالک عبداللہ بن جابر بن عتیک سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا ہمارے پاس عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انصار کی بستیوں میں سے ایک بستی بنومعاویہ میں تشریف لائے اور فرمایا: "کیا تمہیں معلوم ہے کہ تمہاری اس مسجد میں رسول اللہ ﷺ نے کس جگہ نماز ادا کی تھی؟ اس پر میں نے انہیں کہا ہاں مجھے معلوم ہے اور میں نے انہیں مسجد کے ایک پہلو کی طرف اشارہ کرکے بتایا کہ یہاں رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی تھی یا نماز پڑھی تھی۔ اب یہ اب بھی لوگوں میں رواج ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ پوچھنے والوں کو بتایا کرتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کس کونے میں کھڑے ہوکر نماز پڑھا کرتے تھے اور پھر برکت کی خاطر اسی جگہ نماز پڑھا کرتے تھے تاکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعائیں ان کو بھی لگ جائیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے زمانے سے یہ رواج چلا آرہا ہے اور یہ کوئی بدعت نہیں ہے۔

میں نے اشارہ کیا کہ یہاں نماز پڑھی تھی۔ اس پر انہوں نے کہا کیا تمہیں معلوم ہے کہ آنحضورؐ نے کونسی تین دعائیں اس مسجد میں کی تھیں؟ میں نے کہا ہاں مجھے معلوم ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا مجھے وہ دعائیں بتائیں۔ چنانچہ میں نے کہا آپ نے یہ دعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ ان پر ان کے باہر میں سے کوئی دشمن غالب نہ کرے اور انہیں قحط سالی سے ہلاک نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی یہ دونوں دعائیں قبول فرمالیں۔ لیکن ایک تیسری دعا تھی جو قبول نہ فرمائی اور آپ نے یہ بھی دعا کی تھی کہ یہ آپس میں جھگڑا نہ کریں۔(مؤطا امام مالک كتاب النداء للصلاة باب ما جاء فی الدعاء)۔ کتنے بدقسمت لوگ ہیں جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی دعاؤں کے پھل تو کھاتے ہیں مگر جھگڑوں سے باز نہیں آتے۔ پس چونکہ ان کے دل ٹیڑھے ہوچکے ہوتے ہیں اس لئے ان کے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی بھی دعائیں کام نہیں آتیں۔

میدانِ اُحد میں آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے جو بہت سی دعائیں مانگیں ان میں سے ایک لمبی دعا کا ذکر مسند احمد بن حنبل میں ملتا ہے۔ یہ روایت ہے ابن رفاعہ اپنے والد کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں کہ میرے والد نے بتایا اور فزاری کے علاوہ عبید بن رفاعہ الزُّرقی نے بھی بتایا یعنی صرف ایک ہی روایت نہیں بلکہ دو مختلف واسطوں سے یہ روایت پہنچی ہے کہ اُحد کے دن جب مشرکین حملہ کی غرض سے آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صفوں میں سیدھے ہو جاؤ۔ یعنی حملہ سے پہلے آپؐ نے ان کے لئے دعا کی اور پہلے ان کو صف میں سیدھا کیا اور کچھ نصیحتیں کیں سیدھے ہو جاؤ تاکہ میں اپنے رب کی ثنا بیان کروں۔ تو صحابہ رضوان اللہ علیہم آپؐ کے پیچھے صف آراء ہوگئے آپؐ نے دعا کرتے ہوئے کہا: "اے اللہ! سب حمد اور تعریف تجھے حاصل ہے جسے تو فراخی عطا کرے اسے کوئی تنگی نہیں دے سکتا اور جسے تو تنگی دے اسے کوئی کشائش عطا نہیں کرسکتا اور جسے قریب کرے اسے کوئی دور کرنے والا نہیں۔ اور اے اللہ! ہم پر اپنی برکات اور رحمت اور فضل اور رزق کے دروازے کھول دے۔ اے اللہ! میں تجھ سے ایسی دائمی نعمتیں مانگتا ہوں جو نہ کبھی تبدیل ہوں اور نہ کبھی زائل ہوں۔ اے اللہ! میں تجھ سے غربت اور افلاس کے زمانہ کے لئے نعمتوں کی درخواست کرتا ہوں اور خوف کے وقت امن کا طالب ہوں۔ اے اللہ! جو کچھ تو نے مجھے عطا کیا اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اور جو تو نے نہیں دیا اس کے شر سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اے اللہ! ایمان ہمارے لئے محبوب کردے اور اسے ہمارے دلوں کی زینت بنادے اور کفر بدعملی اور نافرمانی کی کراہت ہمارے دلوں میں پیدا کردے اور ہمیں ہدایت عطا فرما اور ہدایت یافتہ لوگوں میں سے بنا۔ اے اللہ! ہمیں مسلمان ہونے کی حالت میں وفات دے اور مسلمان ہونے کی حالت میں زندہ رکھ اور صالحین میں شامل کردے"۔ پس جنگ اُحد میں جبکہ سب مسلمان شرکاء کے لئے بظاہر جانوں کا خطرہ تھا لیکن شہادت کے ذریعہ وہ ہمیشہ کی زندگی پاگئے ان کے لئے دعا ہے کہ اگر ہم نے مرنا ہے اس غزوہ میں تو پھر ہمیں مسلمان ہونے کی حالت میں مار اور اگر زندہ رکھنا ہے تو مسلمان ہونے کی حالت میں زندہ رکھنا اور صالحین میں شامل فرمادینا۔ "اے اللہ! ہمیں رسوا نہ کر، نہ ہی کسی فتنہ میں ڈال۔ اے اللہ! ان کافروں کو خود ہلاک کر جو تیرے رسولوں کو جھٹلاتے ہیں اور تیری راہ سے روکتے ہیں ان پر اپنی سختی اور عذاب نازل کر۔ اے اللہ سچائی کے معبود! ان کافروں کو بھی ہلاک کر جن کو کتاب دی گئی ہے"۔ یعنی کتاب ملنے کے باوجود وہ پھر بھی کافر رہے۔(مسند احمد بن حنبل۔ مسند المكيسن حديث عبدالله الزرقى)

ایک روایت ترمذی کتاب المناقب سے حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے دعا کی کہ: "اے اللہ! تو نے قریش کے پہلوں کو عذاب چکھایا تھا اب ان کے بعد والوں کو اپنے فضل وعطا سے حصہ عطا فرما"۔ یعنی قریش کے پہلے تو عذاب چکھتے ہوئے مارے گئے اور اب جو بعد میں آنے والے ہیں ان میں سے ان کے لئے تجھ سے رحمت طلب کرتا ہوں۔

بخاری کتاب العلم سے یہ روایت حضرت عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عباس نے ان سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو اپنا خط دے کر بھیجا اور اسے بحرین کے بادشاہ کو پہنچانے کا حکم دیا۔ پھر بحرین کے بادشاہ نے یہ خط کسریٰ کو بھجوادیا۔ کسریٰ نے جب اسے پڑھا تو پڑھ کر اسے پھاڑ دیا۔ روای کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے خلاف یہ بددعا کی تھی کہ اے اللہ! جس طرح کسریٰ نے اس خط کے ٹکڑے ٹکڑے کئے ہیں تو اس کی حکومت کے بھی ٹکڑے ٹکڑے کردے۔ اور یہ دعا بھی وہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی زندگی میں ہی مقبول ہوئی اور پھر کسریٰ کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے شروع ہوئے اور سب سے پہلے تو کسریٰ کے بیٹے نے اپنے باپ کے ٹکڑے کئے پھر آگے وہ ٹکڑے سلطنت کے ہوتے چلے گئے یہاں تک کہ وہ مختلف چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بٹ گئی۔

دعاؤں کی توفیق پانے کی دعا۔ الجامع الصغیر للسیوطی سے یہ دعا لی گئی ہے۔ دعا یہ ہے: "اے اللہ! تو میری باتوں کو سنتا ہے اور میرے حال کو دیکھتا ہے۔ میری پوشیدہ باتوں اور ظاہر امور سے بھی

تو خوب واقف ہے۔ میرا کوئی بھی معاملہ تجھ پر کچھ بھی مخفی نہیں ہے۔ میں ایک بدحال فقیر اور محتاج ہوں تیری مدد اور پناہ کا طالب ہوں۔ سہما ہوا، اپنے گناہوں کا اقراری اور معترف ہوں"۔ بہت ہی عاجزانہ اور پردرد دعا ہے اس دعا کے ساتھ میں نہیں سمجھتا کہ کسی کی التجائیں نامقبول ہو سکتی ہیں۔

"میں تجھ سے ایک عاجز مسکین کی طرح سوال کرتا ہوں۔ تیرے حضور میں ایک گنہگار ذلیل کی طرح زاری کرتا ہوں۔ ایک اندھے نابینا کی طرح خوفزدہ تجھ سے دعا کرتا ہوں جس کی گردن تیرے آگے جھکی ہوئی ہے اور جس کے آنسو تیرے حضور بہہ رہے ہیں۔ جس کا جسم تیرے حضور گرا پڑا ہے اور تیرے لئے اس کا ناک خاک آلود ہے۔ اے اللہ! تو مجھے اپنے حضور دعا کرنے میں بدبخت نہ ٹھہرانا اور میرے ساتھ مہربانی اور رحم کا سلوک فرمانا۔ اے وہ جو سب سے بڑھ کر التجاؤں کو قبول فرماتا ہے اور سب سے بہتر عطا فرمانے والا ہے (میری دعا قبول فرما)۔

(الجامع الصغیر للسیوطی جزء اول صفحہ ۵۶۔ مطبوعہ المکتبۃ الاسلامیۃ لائلپور)

اب آخر پر میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک یا دو اقتباس آپ کے سامنے پڑھ کے رکھتا ہوں جو آنحضور ﷺ کی دعاؤں ہی سے متعلق ہیں یا عموماً دعا کے متعلق ہیں۔

"یاد رکھو کہ دعائیں منظور نہ ہونگی جب تک تم متقی نہ ہو۔ اور تقویٰ اختیار کرو۔ تقویٰ کی دو قسم ہیں ایک علم کے متعلق دوسرا عمل کے متعلق۔ علم کے متعلق تو میں نے بیان کر دیا کہ علوم دین نہیں آتے اور حقائق معارف نہیں کھلتے جب تک متقی نہ ہو اور عمل کے متعلق یہ ہے کہ نماز روزہ اور دوسری عبادات اس وقت تک ناقص رہتی ہیں جب تک متقی نہ ہو"۔

(ملفوظات جلد پنجم جدید ایڈیشن صفحہ ۱۳۰)

پھر فرماتے ہیں:

"دعا اور استجابت میں ایک رشتہ ہے کہ ابتداء سے اور جب سے کہ انسان پیدا ہوا برابر چلا آتا ہے۔ جب خدا تعالیٰ کا ارادہ کسی بات کے کرنے کے لئے توجہ فرماتا ہے تو سنت اللہ یہ ہے کہ اس کا کوئی مخلص بندہ اضطرار اور کرب اور قلق کے ساتھ دعا کرنے میں مشغول ہو جاتا ہے اور اپنی تمام ہمت اور تمام توجہ اس امر کے ہو جانے کے لئے مصروف کرتا ہے۔ تب اس مرد فانی کی دعائیں فیوض الٰہی کو آسمان سے کھینچتی ہیں اور خدا تعالیٰ ایسے نئے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن سے کام بن جائے۔ یہ دعا اگرچہ بعالم ظاہر "یعنی ظاہری عالم کے طور پر" انسان کے ہاتھوں سے ہوتی ہے مگر درحقیقت وہ انسان خدا میں فانی ہوتا ہے اور دعا کرنے کے وقت میں حضرت احدیت و جلال میں ایسے فنا کے قدم سے آتا ہے کہ اس وقت وہ ہاتھ اس کا ہاتھ نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا ہاتھ ہوتا ہے۔ یہی دعا ہے جس سے خدا پہچانا جاتا ہے اور اس ذوالجلال کی ہستی کا پتہ لگتا ہے جو ہزاروں پردوں میں مخفی ہے"۔

(ایام الصلح، روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۲۳۹)

اب ظاہر ہے یہ دعا آنحضرت ﷺ کی، فانی فی اللہ ہی کی دعا تھی جس کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ذکر فرما رہے ہیں۔